# ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخی تسلسل



تصنیف

حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی دامت برکاتہم العالیہ



صفہ پبلی کیشنز

اسماعیل سنٹر 109- چیٹرجی روڈ - اردو بازار - لاہور - فون: 7324210

ربنا تقبل منا
انک انت السمیع العلیم
صدق اللہ العظیم



نام کتاب : ____ ندائے یا رسول اللہ کا تاریخی تسلسل

مُصنف : ____ مفتی عبد المنان اعظمی

باہتمام : ____ عمر حیات قادری

ناشر : ____ صُفّہ پبلی کیشنز۔ لاہور

تعداد : ____ گیارہ سو

قیمت : ____ ۱۶؍ روپے

---

ملنے کے پتے :

- ضیاء القرآن پبلی کیشنز ___ گنج بخش روڈ ○ لاہور
- مکتبہ قادریہ ___ دربار مارکیٹ ـ گنج بخش روڈ ○ لاہور
- مکتبہ جمال کرم، سُنّی کتب خانہ ___ مرکز الاویس۔ سستا ہوٹل ـ دربار مارکیٹ ○ لاہور
- گلیکسی بک سنٹر - 491 طفیل روڈ صدر ○ لاہور کینٹ

الله

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ

الاحزاب ۵۶

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

○

بیشک اللہ اور اُس کے فرشتے

درُود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر

اے ایمان والو! ان پر درُود اور خوب سلام بھیجو۔

کتبہ: سید خالد ممتاز رضوی

# ندائے یارسول اللہ ﷺ کا تاریخی تسلسل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ ' اَمَّا بَعْدُ!

## پیغمبر اسلام ﷺ کا مسلمانوں سے رابطہ

مسلمانوں کو حضور سید عالم، فخر موجودات، نبی رحمت ﷺ کی ذات والا صفات سے جو شغف اور تعلق روحانی ہے، دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں۔

عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے آج تک مسلمان اپنے اس خصوصی کردار میں ممتاز رہے ہیں کہ دنیا کی کوئی قوم اپنے رہنما سے وہ عشق اور شیفتگی نہیں رکھتی جو اہل اسلام کو اپنے پیغمبر ﷺ سے ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سارے مسلمان دل و جان سے ان پر شیدا اور مجازی معنی میں نہیں حقیقی معنی میں ان کا کلمہ پڑھتے ہیں، ان کو اپنے روحانی کرب واضطراب کا مسیحا تصور کرتے ہیں اور جسمانی درد والم کا مرہم سمجھتے ہیں۔ خلوت وتنہائی ہو یا جلوۂ وانجمن، مسرت ہو یا رنج ومحن، وہ ہر عالم میں ان کو پکارتے ہیں اور ان کے نام کا نعرہ لگاتے ہیں، انہیں تصور میں اپنے پاس پاتے ہیں تو انہیں خطاب کرتے ہیں اور ان سے التجا اور فریاد کرتے ہیں۔

اوراس عالم میں چودہ صدیوں کے دبیز پردے، ہزاروں میل کی مسافتیں، شجر وحجر ، بحر و بر، موت وحیات اور شہود وغیاب کے حجاب ہیچ اور درماندہ ہوتے ہیں کہ

بعد منزل نہ بود در سفر روحانی ......یا

اے غائب از نظر کہ شدی ہم نشین دل

می بینمت عیاں و دعاء می فرستمت

(نگاہوں سے غائب اور دل میں پوشیدہ میں تجھ کو علی الاعلان دیکھ رہا ہوں اور دعا بھیج رہا ہوں)

## شرک نظر آیا

جب کہ بعض حضرات کو اس خطاب وندا استغاثہ وفریاد سے سخت وحشت ہوتی ہے، وہ اس کو اسلام کی تعلیمات کے سخت خلاف، بلکہ شرک، وکفر تک کہا کرتے ہیں۔

اس غلط فہمی کی اصل وجہ یہ ہے کہ خطاب کے سلسلہ میں عام گمان یہ ہے کہ جو سامنے ہو اسی کو ہم پکاریں اور جس کو دیکھ رہے ہوں، اسی کو خطاب کریں اور آواز دیں، حالانکہ یہ کلیہ نہ عقلا درست ہے اور نہ نقلا۔

## ندا و خطاب کا اصول

حقیقت امر یہ ہے کہ جس شخص کو یہ بھروسہ ہو کہ میرا مخاطب میرے خطاب وندا کو سنتا ہے یا اس سے مطلع ہو جائے گا وہ بلا جھجک اس کو قریب اور دور اور غیبت وحضور سے پکارے گا۔ خواہ اس طرح کہ اس کی آواز میں اتنی طاقت ہو کہ وہ اپنی آواز دور دراز سے پہنچا سکے۔ خواہ اس طرح کہ سننے والے کے کان میں اتنی طاقت ہو کہ وہ درو دراز کی آواز سن سکتا ہو، خواہ اس طرح کہ اس کا پیغام کوئی لے جا کر مخاطب تک پہنچا دے۔

ان تینوں ہی صورتوں کی مثالیں عالم روحانیت اور عالم محسوسات دونوں ہی میں

موجود ہیں۔ ہر آدمی روزانہ اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور ملنے والوں کو سینکڑوں خطوط، ساری دنیا کے بے شمار مقامات پر روانہ کرتا ہے اور ٹھیک اسی طرح خطاب کرتا ہے۔ جیسے آمنے سامنے بیٹھ کر باتیں کر رہے ہوں۔ اس اعتماد پر کہ ڈاک کا محکمہ اس کو مخاطب تک پہنچا دے گا۔

## عام الرماد میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خط

عام الرماد میں جب کہ مدینہ مقدسہ اور اس کے ماحول کو ایک بھیانک قحط نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر میں اپنے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا۔

اَمَّا بَعْدُ فَلَعُمْرِیْ یَا عَمْرُوْ تَبَالِیْ اِذَا اِشْبَعْتَ وَمَنْ مَّعَکَ اِنْ اَھْلَکَ اَنَا وَمَنْ مَّعِیَ فَیَاغَوْثَاہُ فَیَاغَوْثَاہُ فَیَاغَوْثَاہُ

بعد حمد وصلوٰۃ کے اے عمرو! جب تم اور تمہارے ساتھی آسودہ حال ہیں تو تمہیں اس پر پرواہ نہیں کہ میں اور میرے ساتھی ہلاک ہو جائیں فوراً مدد کو پہنچو، فوراً مدد کو پہنچو، فوراً مدد کو پہنچو۔

عالم مادیات میں یہ تیسری صورت کی مثال ہوئی کہ پیغام رسانی پر اعتماد کر کے خطاب و ندا ہوئی۔

(۲) انسان کے گلے سے آواز کی جو لہریں نکلتی ہیں اتنی نحیف و ناتواں ہوتی ہیں کہ فرلانگ دو فرلانگ بھی ان کا پہنچنا مشکل ہوتا ہے۔

## ریڈیو اور ندائے غیر اللہ

لیکن جب انہیں لہروں کو ''ریڈیو اسٹیشن'' برقی اور ریڈیائی لہروں میں تبدیل کر دیتا ہے، تو ان میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ وہ ہوا کے دوش پر سوار سارے عالم میں گردش

کرتی رہتی ہیں اور پوری فضا ان سے معمور رہتی ہے' لیکن پھر انہیں لہروں کو ہوا کی لہروں میں تبدیل ہو کر ہمارے کانوں کی سماعت کے لائق ہونے کے لیے ''ریڈیو سیٹ'' کی مقناطیسی طاقت درکار ہوتی ہے۔ جس سے ہم ان بکھری ہوئی آوازوں کو گرفتار کرتے اور سنتے ہیں۔

اس انتظام کے بعد ایک آدمی دنیا کے انتہائی کناروں سے دوسرے کنارے کے انسانوں کو خطاب کرتا ہے۔ بلکہ سارے عالم کے انسانوں کو پکارتا ہے اور انہیں اپنا پیغام سناتا ہے جیسے وہ قریب بیٹھ کر اس کا ایک لفظ سن رہے ہیں۔ اس مثال کو اگر ''ریڈیو اسٹیشن'' کی طرف سے دیکھئے تو ہماری بیان کی ہوئی صورتوں میں پہلی صورت کی مثال ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی آواز اتنی طاقتور بنالی ہے کہ ایک جگہ بیٹھ کر سارے عالم کو اپنی آواز پہنچا سکے اور اگر ''ریڈیو سیٹ'' کی طرف سے مشاہدہ کیا جائے تو یہ اس امر کی مثال ہے کہ ایک شخص نے مقناطیسی طاقت کی مدد سے اپنے کان اتنے طاقتور بنا لیے ہیں کہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہ کر پوری دنیا کی آواز سن سکے۔ اس لیے ''ریڈیو اسٹیشن'' سے بولنے والے کو اس امر کا کوئی استعجاب نہیں کہ میں اتنی دور دراز کے لوگوں کو خطاب کر رہا ہوں' نہ سننے والے ہی حیرت وانکار کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اتنی دور سے آواز کیوں دے رہا ہے۔

## فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ندائے غائبانہ

عالم روحانیت میں پہلی صورت کی مثال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ ہے جس میں آپ نے مسجد نبوی کے ممبر سے سیکڑوں میل دور لڑتے ہوئے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مقام ''نہاوند'' میں خطاب کیا جسے امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے حسب ذیل الفاظ میں نقل فرمایا ہے۔

اخرج البیھقی وابونعیم کلاھما فی دلائل النبوۃ والالکائی فی شرح السنۃ وابن العربی فی کرامات الاولیآء والخطیب رواہ مالک عن نافع عن ابن عمر قال وجھر عمر جیشا وراس علیہ رجلا یدعی ساریۃ فبینا عمر یخطب جعل ینادی یاساریۃ الجبل ثلاثاثم قدم رسول الجیش سالہ عمر فقال یاامیر المؤمنین ھزمنا فبینا نحن کذالک اذ سمعنا موتا ینادی یا ساریۃ الجبل ثلاثا ثم قدم رسول الجیش سالہ عمر فقال یا امیر المؤمنین ھزمنا فبینا نحن کذالک اذا سمعنا موتا ینادی یا ساریۃ الجبل ثلاثا و اسندنا ظھورنا الی الجبل نھرھم اللہ قال قیل لعمر انک کنت یفتع بذلک وذالک الجبل الذی کان ساریۃ عندہ بنھاوند من ارض العجم قال ابن حجر فی الاصابۃ اسنادہ حسن۔ (تاریخ الخلفاء' ص ۸۵)

بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوہ الکائی نیشرح السنہ ابن عربی نے کرامات اولیاء میں اور خطیب نے مالک' انہوں نے نافع' انہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر پر ساریہ کو امیر بنا کر روانہ کیا تو ایک دفعہ حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے کہ پکارنے لگے "اے ساریہ! پہاڑ" تین بار پکارا کچھ دنوں کے بعد ساریہ کے پاس قاصد آیا اور اس نے بیان کیا کہ ہم شکست کھا رہے تھے کہ ہم نے ایک آواز تین بار سنی کہ "اے ساریہ! پہاڑ" تو ہم نے پہاڑ کو اپنی پشت کے پیچھے کرلیا اور اللہ نے دشمنوں کو شکست دے دی' تب لوگوں نے حضرت عمر سے کہا کہ اسی لیے اس روز آپ ساریہ کو چیخ چیخ کر بلا رہے تھے اور وہ پہاڑ تو بہت دُور عجم کے شہروں میں تھا۔ ابن حجر نے کتاب اصابہ میں اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔

## غوث پاک کا صدائے غائبانہ سننا اور مدد کو پہنچنا

(۲) اور دوسری کی مثال وہ روایت ہے جس کو امام ابوالحسن نورالدین علی ابن یوسف

نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار میں مندرجہ ذیل سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| اَخْبَرَنَا اَبُوالْعَفَافِ مُوْسَى بْنُ عُثْمَانَ الْبُقَاعِ بِالْقَاهِرَةِ ۶۶۲ھ قَالَ اَخْبَرَنَا وَالِدِیْ بِدِمَشْقَ قَالَ اَخْبَرَنَا الشَّيْخَانُ اَبُوْ عَمْرٍو عُثْمَانَ الصَّرِيْفِيْنِیُّ وَاَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُالْحَقِّ الْحَرِيْمِیِّ بِبُغْدَادَ سَنَةَ ۵۵۹ھ قَالَ كُنَّا بَيْنَ يَدِیِ الشَّيْخِ مُحْیِ الدِّيْنِ عَبْدُالْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمَدْرَسَةِ يَوْمَ الْاُحُدِ ثَالِثُ صَفَرَ ۵۵۵ھ | ہم ابوالعفاف موسیٰ بن عثمان نے قاہرہ میں ۶۶۳ھ میں بتایا کہ ان کے والد نے دمشق میں یہ خبر دی تھی کہ مجھ سے یہ واقعہ دو بزرگوں ابوعمرو عثمان اور ابو محمد عبدالحق ۵۵۹ھ میں بغداد میں بیان کیا کہ ہم دونوں غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسے میں ۵۵۵ھ میں صفر کی تیسری تاریخ اتوار کے دن حاضر تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ |

واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عجم کے کسی دور دراز علاقہ میں کسی جنگل کے اندر ایک قافلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا، اس وقت قافلہ والوں نے آپس میں مشورہ کیا۔

| | |
|---|---|
| قُلْنَا لَوْ تَذَكَّرْنَا الشَّيْخَ عَبْدَالْقَادِرِ فِیْ هٰذَا الْوَقْتِ وَنَذَرْنَا لَهٗ شَيْئًا اِنْ سَلِمْنَا. (بهجته الاسرار) | ہم نے کہا: اگر ہم اس وقت غوث پاک کو یاد کرتے اور اگر اس بلا سے سالم ومحفوظ رہتے تو انہیں کچھ نذر کرتے۔ |

آپ نے اتنی دیر بغداد میں رہ کر ان کی فریاد سن لی اور اپنی کھڑاؤں ان کی سرکوبی کے لیے فضا میں اچھال دی اور ہیبت ناک نعرہ مارا جس کی آواز جنگل میں سنی گئی۔ کھڑاؤں نے وہاں پہنچ کر ڈاکوؤں کے سردار کو مار ڈالا اور ڈاکوؤں نے ڈر کر لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔

اس تاریخی واقعہ میں دونوں صورتوں میں مثالیں ہیں۔ آپ نے اس مظلوم کی

آواز اتنی دور سے سن لی اور اپنی آواز اتنی دور جنگل میں پہنچادی۔

## اس عالم کی آواز برزخ میں پہنچتی ہے۔

(۳) رہ گئی تیسری صورت کی مثال کہ روحانی ذریعہ سے کوئی کسی کی بات دوسرے تک پہنچائے تو یہ اتنی واضح ہے کہ صرف مسلمان کے لیے ہی نہیں، کافروں تک کے لیے اس کا ذکر احادیث کریمہ میں ہے۔

وَمَا مِنْ مَّيِّتٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ بَاكِيْهِمْ فَيَقُوْلُ وَاجَبَلَاهُ وَاسَيِّدَاهُ وَنَحْوَ ذٰلِكَ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكَيْنِ يُلْهِزَانِهٖ وَيَقُوْلَانِ اَهٰكَذَا كُنْتَ. (مشکوۃ ص ۱۵۲)

کافر کے مرنے کے بعد جب اس کے رشتہ دار اس کو واجبلا واسیداہ کہہ کر روتے ہیں تو اللہ پاک دو فرشتے اس پر مقرر فرماتا ہے جو اس ٹھونگے مار مار کر کہتے ہیں کہ کیا ایسا ہی سردار اور پہاڑ تھا۔

الغرض! عالم مادیات ہو یا عالم روحانیات ہر جگہ اطلاع و آگاہی اور ندا و آگاہی اور ندا و خطاب کی تینوں قسمیں جاری و ساری، متداول اور معمول بہا ہیں جس کا انکار زیادتی مکابرہ ہے، نری ہٹ دھرمی اور تعصب ہے۔ اب صرف یہ واضح کرنا رہ گیا ہے کہ خاص بارگاہ رسالت جناب نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم میں بھی اطلاع و آگاہی سے یہ تینوں طریقے وقوع پذیر اور معمول بہا ہیں یا نہیں تو الحمد للہ کہ احادیث کریمہ میں ان کی تفاصیل بھی موجود ہیں اور مشہور و مقبول ہیں۔

## حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کے سلام کا جواب دیتے ہیں

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث ذکر فرمائی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ. (شفائے قاضی عیاض ص ۶۹،۷۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید عالم ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ میری روح مجھ پر لوٹاتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَصَلُّوْا فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ (شفائے قاضی عیاض ۶۹،۷۰)

"حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم جہاں ہو وہیں سے مجھ پر درود بھیجو کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔

ان احادیث کریمہ میں اس امر سے قطع نظر کہ ردروح سے حدیث نبوی میں کیا مراد ہے؟ یہ امر بالکل واضح ہے کہ حضور ہر سلام کرنے والے کا جواب دیتے ہیں قریب سے سلام کرے یا دور سے، بلند آواز سے سلام کرے یا پست آواز سے اور درود و سلام ان کی بارگاہ عظمت میں پہنچتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خود سن لیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتے پہنچاتے ہوں۔

## حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک درود و سلام پہنچائے جاتے ہیں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اِنَّ لِلّٰـهِ مَلٰٓئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنَ عَنْ اُمَّتِيَ السَّلَامَ (شفائے قاضی عیاض ص ۶۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا بَلَغَهٗ (شفائے قاضی عیاض، ص ۷۰)

وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ وَعَلَيَّ فِي اللَّيْلَةِ الزَّهْرَآءِ وَالْيَوْمِ الْاَزْهَرِ فَاِنَّهُمَا يُؤَدِّيَانِ عَنْكُمْ وَاِنَّ الْاَرْضَ لَا تَاْكُلُ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ وَمَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَنْ حَمْلِهَا مَلَكٌ حَتّٰى يُؤَدِّيَهَا اِلَيَّ وَيُسَمِّيَهٗ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيَقُوْلُ اِنَّ فُلَانًا يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا. (شفائے قاضی عیاض، ص ۷۰)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے کچھ فرشتے عالم میں گھومتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام میری بارگاہ تک پہنچاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امت محمدیہ ﷺ کا جو فرد بھی آپ پر سلام بھیجتا ہے تو وہ آپ پر پیش کیا جاتا ہے۔ امام زہری نے اپنی بلاغات میں حضور کا یہ قول ذکر کیا کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ روشن دنوں اور منور راتوں میں مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تمہارے درود مجھ تک پہنچائے جاتے ہیں اور زمین پیغمبروں کے جسم کو کبھی نہیں کھاتی اور جو مسلمان بھی مجھے سلام پیش کرتا ہے، فرشتے اسے میری بارگاہ عالی تک پہنچاتے ہیں اور اس کا نام لے کر کہتے ہیں یا رسول اللہ! آپ کے فلاں غلام نے بارگاہ رفعت میں یہ یہ عرض کی ہے۔

ان احادیث کریمہ میں کئی امور ''روح ایمان'' میں بالیدگی پیدا کرنے والے

ہیں، لیکن خاص ہمارے موضوع سے متعلق تو یہ مژدہ جاں نواز ہے کہ فرشتوں کی ایک پوری فوج اس خدمت پر مامور ہے کہ پوری دنیا کے غلاموں کا سلام پیش کرے اللہ! اس بزم عالی میں اور ہم سوختہ سامانوں کا ذکر وہ بھی نام بنام۔

مجھ سے بہتر ہے کہ میرا ذکر اس محفل سے ہے

## پاس والوں کا سلام خود سنتے ہیں

جاں می دہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو
در مجلس آں نازنین حرفے گراز ما می رود

ذَکَرَ اَبُوْبَکْرِ بْنُ شَیْبَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا بَلَغَہٗ.

(شفائے قاضی عیاض، ص ۶۹)

ابن شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے پاس مجھ پر سلام کرے اس کا سلام خود سنتا ہوں اور جو دور سے سلام کرے اس کا سلام پہنچایا جاتا ہے۔

وَعَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ سُحَیْمٍ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَاْتُوْنَکُمْ یُسَلِّمُوْنَکَ عَلَیْکَ اَتَفْقَہُ اِسْلَامُھُمْ قَالَ لَھُمْ وَاَرُدُّ عَلَیْھِمْ (شفائے قاضی عیاض، ص ۷۰)

سلیمان بن سحیم سے روایت ہے کہ میں نے حضور جان نور ﷺ کو خواب میں دیکھا عرض کی یا رسول اللہ! جو لوگ آپ کی جناب مقدس میں حاضر ہو کر سلام کرتے ہیں تو کیا آپ ان کے سلام سے آگاہ ہوتے ہیں۔ فرمایا: کہ ہاں اور میں جواب بھی دیتا ہوں۔

ہر چند کہ آخر الذکر حدیث منامی ہے لیکن اس میں کوئی امر ''احادیث قولی'' اور ''اقوال مسندہ'' کے خلاف نہیں، اس لیے یہ بھی رویائے صادقہ اور مبشرات نبوۃ میں داخل ہے اور ان روایتوں میں اس امر کی تفصیل ہے...... کہ پاس والوں کا سلام خود سنتے اور قبول فرماتے ہیں اور دور والوں کا سلام فرشتوں کے ذریعہ پیش ہوتا ہے۔

## اہل محبت کا سلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود سنتے ہیں

اَسْمَعُ صَلَاۃَ اَھْلَ مَحَبَّتِیْ اَیْنَ مَا کَانَ (مطالع المسرات)

میں اپنے اہل محبت کا سلام خود سنتا ہوں اور جہاں کہیں ہوں۔

اس حدیث مقدس میں عاشقان مصطفیٰ اور شیدایان کوئے مدینہ کے لیے ایک بشارت جاں نواز ہے جس پر ہر چاہنے والے کا جی قربان ہونے کو چاہے ہے کہ مجھے چاہنے والے جہاں سے بھی مجھے درود و سلام کریں، میں خود سنتا ہوں۔

القصہ! ہماری مذکورہ بالا گزارشات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ خطاب و ندا کا دار و مدار اس امر پر ہے کہ مخاطب ہمارے خطاب اور ہماری زندگی ندا سے مطلع ہو اور ان حدیثوں سے یہ امر واضح ہو کہ حضور سید المرسلین، رسول رب العالمین ﷺ ہر سلام کرنے والے کے سلام سے نہ صرف آگاہ ہوتے ہیں، بلکہ سب کا جواب دیتے ہیں، پس اس مسئلہ میں اب کون سا شبہ رہ جاتا ہے؟ کہ ہم ان کو اخلاص و عقیدت، عشق و محبت کے جذبات صادقہ سے دنیا کے جس کونہ سے چاہیں پکار سکتے ہیں اور صدا دے سکتے ہیں۔ بلاشبہ ہماری آواز میں اتنی طاقت نہیں کہ ہماری کمزور صدائیں مدینہ پہنچیں لیکن ان کی رحمت نے صدا دی ہے کہ میں سب سے باخبر ہوں اور اہل محبت کی آواز ہر جگہ سے سنتا ہوں۔

ہند میں بیٹھ کر دے رہا ہوں ندا

ہے یقین سن رہے ہیں میرے مصطفیٰ
یہ سلامت رہے عشق کا رابطہ
میں نے مانا مدینہ بہت دور ہے

## ندائے یارسول اللہ نصوص کی روشنی میں

اوراق سابقہ کی تشریحات سے ''مسئلہ ندائے یارسول اللہ'' دن کے اجالے میں آ گیا اور امر حق واضح ہو گیا لیکن آئندہ اوراق میں ہم خاص ''ندائے یارسول اللہ'' شرع مطہرہ کی واضح نصوص پیش کر رہے ہیں' تاکہ شکوک وشبہات کا کوئی تار بھی لگا نہ رہے۔

آسانی کے خیال سے ہم نے اس مسئلہ کو مندرجہ ذیل عنوانوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) ندائے مطلق جو کسی قیدوزمانہ کے ساتھ مقید نہ ہو۔

(۲) عہد رسالت میں حضور ﷺ کے قریب رہ کر خطاب یارسول اللہ۔

(۳) عہد رسالت میں دور سے ندائے یارسول اللہ۔

(۴) پردہ فرمانے کے بعد قبر انور کے پاس ندائے یارسول اللہ۔

(۵) بعد وصال دور سے یارسول اللہ کا خطاب۔

## ندائے مطلق

اب بالتفصیل ہر ایک کے بارے میں تصریحات شرع ملاحظہ ہوں۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا. (پارہ ۱۸' سور نور)

اے مسلمانو! رسول اللہ کو ایسا نہ پکارو جیسا آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

آیت سے متعلق مندرجہ ذیل تفاسیر میں حسب ذیل تشریحات ہیں۔

حَدَّثَنِی الْحٰرِثُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ
قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنْ اَبِیْ نُجَیْحٍ عَنْ
مُجَاهِدٍ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَالَ
اَمَرَهُمْ اَنْ يَّدْعُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ
لِیْنٍ وَّ تَوَاضُعٍ وَلَا تَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدًا
فِیْ تَجَهُّمٍ (ابن جریر طبری، جلد ۱۸ ص ۱۲۱)

ہم سے حارث نے اور ان سے حسن نے
اور ان سے ورقاء نے اور وہ ابو نجیح اور وہ
مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ آیت
شریفہ کے ذریعہ مسلمانوں کو حکم ہے
کہ وہ حضور انور ﷺ کو یا رسول اللہ کہہ
کر نرمی اور تواضع سے پکاریں یا محمد کہہ کر
ترشی اور تلخی سے آواز نہ دیں۔

وَعَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ لَا تَنَادُوْا
بِاِسْمِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ وَلٰكِنْ یَا
نَبِیَّ اللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَعَ التَّوْقِیْرِ
وَالتَّعْظِیْمِ وَالصَّلَوَاتِ الْمَخْفَضِ
(تفسیر نیشاپوری، ص ۱۲۱).

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ حضور
علیہ الصلوۃ والسلام کا نام لے کر ندا نہ کرو
اور یا محمد نہ کہو، بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ
کہو اور ساتھ ہی تعظیم و توقیر بھی ہو اور
آواز بھی نرم و پست ہو۔

بِاَنْ تَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ بَلْ قُوْلُوْا یَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ فِیْ لِیْنٍ
وَّتَوَاضُعٍ وَخَفْضِ الصَّوْتِ.
(جلالین، ص ۳۰۲)

یا محمد نہ کہو، بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو،
نرمی و تواضع ہو، آواز میٹھی ہو۔

قِيلَ لَا تَجْعَلُوا نِدَاءَهُ وَ تَسْمِيَتَهُ كَنِدَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا بِاِسْمِهٖ وَرَفْعَ الصَّوْتِ بِهٖ وَالنِّدَآءَ وَرَآءَ الْحُجُرَاتِ وَلٰكِنْ بِلَقَبِهِ الْمُعَظَّمِ مِثْلُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَعَ التَّوْقِيْرِ وَالتَّوَاضُعِ وَ خَفْضِ الصَّوْتِ . (بیضاوی تفاسیر اربعہ' ص ۴۴۲) قِيلَ لَا تَدْعُوا بِاِسْمِهٖ كَمَا يَدْعُوْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَلٰكِنْ فَخِّمُوْهُ وَ عَظِّمُوْهُ وَ شَرِّفُوْهُ تَقُوْلُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ لِيْنٍ وَّ تَوَاضُعٍ . (تفسیر خازن' ص ۴۳۲)

کہا گیا کہ رسول اللہ کا پکارنا اور ان کا نام لینا آپس میں ایک دوسرے کے پکارنے اور نام لینے کی طرح مت کرو کہ نام لے کر سخت آواز میں حجرہ شریف کے پیچھے ہی سے پکارو لیکن حضور ﷺ کے لقب کے ساتھ جیسے یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہہ کر تعظیم وتوقیر وتواضع کے ساتھ۔ نرم آواز سے نہ پکارو حضور کا نام لے کر جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو جیسے یا محمد یا عبداللہ بلکہ آپ کی تعظیم وتوقیر کرو' ان کو معظم ومکرم رکھو! اور نرمی اور تواضع سے یارسول اللہ یا نبی اللہ کہو۔

لَا تَجْعَلُوْا تَسْمِيَتَهُ وَنِدَاءَهُ كَمَا يُسَمِّيْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَ يُنَادِيْهِ بِاِسْمِهِ الَّذِيْ سَمَّاهُ اَبُوْهُ فَلَا تَقُوْلُوْا يَا مُحَمَّدُ وَلٰكِنْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَعَ التَّعْظِيْمِ وَالتَّوْقِيْرِ وَالصَّوْتِ الْمَخْفُوْضِ. (مدارک' ص ۴۳۲)

حضور کے نام لینے اور ان کے پکارنے کو آپس کے نام لینے اور پکارنے کی طرح نہ کرو کہ باپ کے رکھے ہوئے نام سے خطاب کرتے ہو تو یا محمد نہ کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ تعظیم وتوقیر اور نرم آواز کے ساتھ ندا دو۔

ای لا تـدْعُوا الرَّسُوْلَ بِاِسْمِہٖ یَا مُحَمَّدُ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا وَلٰکِنْ عَظِّمُوْہُ وَ شَرِّفُوْہُ فَقُوْلُوْا لَہٗ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَیَا اَبَا الْقَاسِمِ .

(تفسیر ابن عباس' ص ۴۳۳)

رسول اللہ کو یا محمد کہہ کر نہ پکارو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ آپ کی تعظیم و توقیر کرو اور یا نبی اللہ اور یارسول اللہ اور یا ابا القاسم۔

اَخْرَجَ اِبْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَنَهَاهُمُ اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ بِقَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ لَا تَجْعَلُوْا عِظَامًا لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَوٰی نَحْوَ هٰذَا مِنْ قَتَادَةَ وَالْحَسَنِ وَ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ وَّ مُجَاهِدٍ (تفسیر روح المعانی جلد ۱۸' ص ۲۲۵)

ابن ابی حاتم نے اور ابن مردویہ اور ابو نعیم نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ لوگ حضور کو یا محمد یا ابا القاسم کہتے تو اللہ پاک نے لوگوں کو اس سے روک دیا' یہ آیت نازل فرما کر کہ اس میں حضور کی تعظیم ملحوظ ہے تو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہنا چاہیے اور ائمہ تفسیر میں قتادہ حسن' سعید بن جبیر اور مجاہد کا یہ قول مروی ہے۔

اَوْلَا تَجْعَلُوْا نِدَاءَهٗ کَنِدَاءِ بَعْضًا بِاِسْمِہٖ وَرَفْعَ الصَّوْتِ بِہٖ مِثْلَ یَا مُحَمَّدُ یَا اَحْمَدُ وَلٰکِنْ بِلَقَبِہٖ مِثْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ (تفسیر احمدی' ص ۳۲۳)

ان کا پکارنا آپس کے پکارنے کی طرح نہیں کہ نام لے کر چلا کر یا محمد یا احمد کہو' لیکن حضور کا لقب یاد کرو۔ جیسے یا نبی اللہ و یا رسول اللہ۔

اَمَّا قَوْلُہٗ تَعَالٰی لَا تَجْعَلُوْا الْاٰیَاةَ فَفِیْہِ وُجُوْهًا اَحَدُهَا وَهُوَ

اِخْتِیَارُ الْمُبَرَّدِ وَالْقِفَالِ لَاتَجْعَلُوْا اَمْرَہٗ اِیَّاکُمْ وَدُعَائَہٗ لَکُمْ کَمَا یَکُوْنُ مِنْ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اِذَا کَانَ اَمْرُہٗ فَرْضًا لَازِمًا ثَانِیْھَا لَا تَنَادَوْا کَمَا یُنَادِیْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا یَا مُحَمَّدُ لٰکِنْ قُوْلُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ وَثَالِثُھَا لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فِیْ دُعَآئِہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَابِعُھَا احْذَرُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ عَلَیْکُمْ اِذَا اسْتَخْتَمَہٗ۔ (تفسیر کبیر، جلد ۲۴، ص ۴۰)

آیت کریمہ "لَا تَجْعَلُوْا" کا چار مطلب ہے۔

(۱) یہ مبرد اور قفال نے پسند کیا ہے۔ رسول اللہ کا حکم آپس میں ایک دوسرے کے حکم کی طرح نہ سمجھو کہ ان کا حکم فرض اور ضروری ہے۔

(۲) یہ سعید بن جبیر سے مروی ہے حضور کو آپس میں ایک دوسرے کی طرح یا محمد کہہ کر نہ پکارو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو۔

(۳) حضور اکرم ﷺ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو، یہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے۔

(۴) حضور اکرم ﷺ تم سے خفا ہو کر تمہارے خلاف دعا کریں اور اس کو آپس میں ایک دوسرے کی دعا کی طرح ہلکا نہ سمجھو (کہ ان کی دعا مقبول ہے)

مذکورہ بالا دس مفسرین کی تشریحات کی روشنی میں اس آیت کریمہ سے سب سے پہلی اور ہمارے موضوع کے لحاظ سے اہم بات تو یہی ثابت ہوئی کہ خاص لفظ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو پکارنے کا حکم اس آیت میں موجود ہے۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ پکارنے میں ادب و احترام ملحوظ رہے اور تعظیم و توقیر کا خیال رہے۔

تیسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ وہ سامنے ہوں تو آواز بلند نہ ہو۔

اور یہ امر بھی آیت سے مفہوم سے خارج نہیں کہ خود حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں رہ کر بھی یہ خطاب کیا جاسکتا ہے اور ان کی بارگاہ سے دور رہ کر بھی، ان کے عہد گرامی میں بھی ہی ندا جائز تھی اور آج کے زمانہ میں بھی، کیونکہ آیت میں نہ کسی عہد کی تخصیص ہے، نہ کسی شخص کی، نہ غیبت کا ذکر ہے، نہ شہود کا۔ اس لیے آیت کے عموم میں سبھی صورتیں داخل ہیں اور سب جائز ہوں گی۔

## ایک شبہ کا ازالہ

ممکن ہے یہاں کسی کو یہ خیال ہو کہ صاحب روح المعانی نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت کی ہے اس میں تشریح ہے کہ لوگ حضور ﷺ کے زمانے میں آپ کا نام لے کر پکارتے تھے تو انہوں نے اس طرز خطاب سے روکنے اور خطاب کا طریقہ سکھانے کے لیے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس لیے یہ حکم اسی زمانہ اور انہیں لوگوں کے لیے مخصوص ہے۔

لیکن ہر خاص و عام اور محب قرآن پر یہ امر روشن ہے کہ ایسا خیال کرنا صحیح نہیں کہ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ آیت کی شان نزول خاص ہوتی ہے اور حکم عام ہوتا ہے۔ سب کے لیے ہوتا ہے اور ہر وقت کے لیے ہوتا ہے اور یہاں تو لفظ بھی عام ہے پھر اس آیت گرامی میں تو ائمہ تفسیر کی تشریحات نے ہمارے لیے تائید مزید پیدا کر دی ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آیت میں مذکورہ لفظ دعا کے تین معانی لغت میں آتے ہیں حکم، دعا، پکارنا، آیت مذکورہ میں لفظ دعا سے اس کے تین معنی میں سے کوئی ایک معنی مراد لیے جاتے، لیکن آئمہ تفسیر نے تینوں ہی معانی مراد لیے کہ اس آیت میں دعا اپنے پہلے معنی میں

بھی مراد لیا جا سکتا ہے اور دوسرے اور تیسرے معانی میں بھی اور سبھی صحیح اور درست اور آئمہ تفسیر سے مروی و منقول ہیں، جیسا کہ تفسیر کبیر کی عبارت منقولہ سے ظاہر ہے۔

پس اگر ایک لفظ اپنے چند معانی میں عام ہو سکتا ہے تو ایک ہی معنی کی چند کیفیات اور متعدد حالتیں مراد لینا کیوں جائز نہ ہوگا؟ مثلاً آیات مذکورہ بالا کے تین معانی میں سے ایک معنی پکارنا ہے اور حکم قرآن یہ ہے ہ رسول اللہ ﷺ کو ندا دینا ہو تو ایسے مت پکارو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو، پس بحکم قرآن ان تمام طریقوں سے رسول اللہ کو پکارنا منع ہوا جو آپس میں خطاب کا طریقہ ہے جب کہ اس طریقہ میں حضور کی کسر شان ہو اور ان تمام طریقوں سے پکارنا جائز ہے جو آپس میں پکارنے کے طریقے نہیں ہیں بشرطیکہ اس میں حضور کی اہانت اور کسر شان کا کوئی پہلو نہ ہو تو آپس میں ہم ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہیں، اس طرح پکارنا منع اور لقب محمود کے ساتھ یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا جائز۔ جیسا کہ تمام تفاسیر کے حوالے سے ہم نے ذکر کیا اور ہمارے آپس کی پکار کا ایک طریقہ یہ بھی تو ہے کہ ہم قریب ہی سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں، دور سے نہیں تو اس طرح بھی رسول اللہ ﷺ کو پکار سکتے ہیں جب کہ آپ ہم سے دور ہوں اور یہ بھی تو آپسی پکار کا ایک طریقہ ہے کہ ایک دوسرے کو پکارنا زندگی تک ہی محدود ہے تو سید عالم ﷺ کو بعد وصال بھی پکارا جا سکتا ہے کہ یہ سب پکارنا آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کے علاوہ ہے جس کی اجازت قرآن عظیم نے دی ہے۔

## ندائے مطلق احادیث کریمہ کی روشنی میں

امام بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

| | |
|---|---|
| اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ. (مشکوۃ، ص ۸۵) | جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے تو کہے تحیات اللہ کے لیے ہیں، نمازیں اللہ کے لیے اور طیبات بھی، سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو اور سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ |

واضح ہو کہ حدیث گرامی بھی عہد صحابہ سے لے کر اختتام دنیا تک ہر قرن اور ہر زمانہ کے لیے مسلمانوں کو ایک عام حکم ہے کہ خاص نماز میں دنیا کے کسی گوشہ سے بھی رات و دن میں پانچ مرتبہ اپنے پیغمبر اعظم ﷺ کو پکاریں ''اے نبی'' اور ان پر سلام عرض کریں، پس جب عین عبادت الٰہی اور نماز پنج گانہ میں رسول اللہ ﷺ کو پکارنا اور سلام کرنا شرک نہیں ہوا تو نماز سے باہر تو بدرجہ اولیٰ شرک نہ ہوگا اور شرعاً محمود و مستحسن ہوگا۔

## ایک شبہ کا ازالہ

یہاں بھی بعض حضرات کو یہ وسوسہ لاحق ہوتا ہے کہ نماز کے قعدہ میں مسلمان رسول اکرم ﷺ کو اے نبی کہہ کر خود خطاب نہیں کرتا، بلکہ اس مخاطبہ کی نقل اور حکایت کرتا ہے جو معراج میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے پروردگار میں ہوا تھا۔ اس لیے ہم آئمہ اعلان اور اساطین اسلام کی تشریحات سے اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ نماز کا یہ خطاب صرف حکایت اور نقل ہی نہیں ہے، خاص نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ سمجھ کر خطاب کرنا ہے کہ وہ سن رہے ہیں اور جواب دیں گے چنانچہ درمختار اور فقہ حنفی کی ایک معتبر کتاب ہے اس میں تحریر ہے۔

يَقْصُدُ بِأَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِيهَا مُرَادَةً لَهُ عَلٰى وَجْهِ الْإِنْشَاءِ كَأَنَّهُ يُحَيِّ اللّٰهَ وَيُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَعَلٰى نَفْسِهٖ وَاَوْلِيَآئِهٖ. (درمختار، جلد اول، ص ۳۵)

الفاظ تشہد سے اس کے معنی مراد لیے یعنی وہ خوب رب العالمین کو تحیۃ بھیج رہا ہے اور پیغمبر کو سلام کر رہا ہے اور مسلمان اور اولیاء کرام کو بھی۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

''وبعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذوائر موجودات وافراد ممکنات، پس آنحضرت در ذات مصلیان موجود وحاضر است، پس مصلی را باید کہ ازایں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نہ بود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائز گردد۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول، ص ۳۱۶)

کچھ عرفاء کہتے ہیں کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذروں اور ممکنات کے افراد میں ساری ہے۔ پس آنحضرت مصلیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں تو مصلیوں کو چاہیے کہ اس معنی سے غافل نہ رہیں اور قرب کے انوار اور معرفت کے بھید سے روشن اور کامیاب ہوں۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَاَحْضِرْ فِیْ قَلْبِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ سَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَیُصَدِّقُ اَمَلَکَ فِیْ اَنَّهٗ یُبَلِّغُهٗ وَیَرُدُّ مَا هُوَ دَنِیْ مِنْهُ.

(احیاء العلوم، جلد اول، ص ۱۰۷)

اپنے دل میں حضور ﷺ کو حاضر کرو اور کہو کہ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو اور یہ سچی امید رکھے کہ سلام حضور تک پہنچ رہا ہے اور وہ مناسب جواب دے رہے ہیں۔

# عہد رسالت میں قریب سے ندائے یا رسول اللہ

اس امر کے ثبوت کے لیے یہ بتا دینا کافی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرز خطاب ہی یہی تھا۔ کبھی کچھ عرض کرنا ہوتو یا رسول اللہ ' کچھ طلب کرنا ہوتو یا رسول اللہ ' کسی بات کا جواب دینا ہوتو یا رسول اللہ' سلام کرنا ہوتو یا رسول اللہ الغرض صحابہ کرام نے آیت شریف "لا تجعلو الاٰیۃ" کے حکم کو اپنا حرز جان بنالیا تھا اور عام طور سے سرکار ابد قرار ﷺ کو اسی طرح خطاب کرتے تھے۔ ہم نے اس نقطہ نظر سے بخاری شریف کا ایک سرسری جائزہ لیا تو صرف دو پاروں میں چون آپ کا نام نامی اسی ادب و احترام سے خطاب یا رسول اللہ کے ساتھ مذکور ہوا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف ایک کتاب بخاری میں لگ بھگ آٹھ سو مرتبہ حضور ﷺ کو لفظ "یا" کے ساتھ مخاطب کیا گیا اور ندا دی گئی' اسی سے دیگر کتاب احادیث اور صحابہ کرام کے ایک عام طرز عمل کا اندازہ ہوسکتا ہے' بلکہ میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ انسان ہی نہیں شجر و حجر' خشک و تر کا بھی انداز خطاب یہی تھا۔

عَنْ بِرَّةَ بِنْتِ اَبِیْ تَجْرَاۃٍ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ اَرَادَ اللّٰہُ کَرَامَۃً وَابْتِدَاءِ بِالنُّبُوَّۃِ کَانَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِہِ الْعَدَّ حَتّٰی لَا یُرٰی بَیْتًا وَ یَقْفِیُ الشِّعَابَ وَبُطُوْنَ الْاَوْدِیَۃِ فَلَا یَمُرُّ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَانَ یَلْتَفِتُ مِنْ یَّمِیْنِہٖ وَشِمَالِہٖ وَخَلْفِہٖ فَلَا یُرٰی اَحَدٌ۔

برہ بنت ابی تجراہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے پروردگار نے جب نبوۃ سے سرفراز فرمانا چاہا اور نبوت کی ابتداء ہوئی تو آپ ضروریات کے لیے آبادی سے دور چلے جاتے اور گھاٹیوں اور وادیوں سے گزرتے تو کسی درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتا سلام ہو آپ پر یا رسول اللہ! آپ آگے پیچھے دائیں دیکھتے تو کسی کو نہ پاتے۔

## عہدرسالت میں دور سے صدائے یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ حدیث شریف امام نسائی، امام ترمذی، ابن ماجہ نے تخریج کی اور امام بیہقی اور حاکم نے روایت کی اور اس کی تصحیح اس طرح دواماموں نے اس حدیث کو صحیح کہا اور صحاح ستہ میں سے تین کتابوں میں یہ حدیث مذکور ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِیْفٍ اَنَّ اَعْمٰی قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّکْشِفَ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ قَالَ فَانْطَلِقْ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّہٖ اَنْ یَّکْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ قَالَ فَرَجَعَ وَقَدْ کَشَفَ اللّٰہُ عَنْ بَصَرِہٖ۔

(شفائے قاضی عیاض، جلد ۱ ص ۲۷۳)

عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اندھے نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! آپ اللہ پاک سے دعا کیجئے کہ وہ میری آنکھ کھول دے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ وضو کرو، دو رکعت نماز پڑھو، پھر یہ دعا مانگو، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی رحمت کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں، اے محمد! میں آپ کو آپ کے رب کی بارگاہ میں وسیلہ سے لاتا ہوں کہ میری آنکھ کھل جائے یا اللہ! ان کی سفارش میرے بارے میں قبول فرمالے، تو وہ اس حال میں لوٹا کہ اس کی آنکھ روشن ہوگئی۔

ابن ماجہ نے اپنی سنن کے باب الصلوٰۃ الحاجتہ میں یہ حدیث ذکر کرکے یہ تحریر کیا:

قال اسحاق هذا الحديث صحیح ابواسحاق کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے' اس کی سند میں امام ابوالحسن محمد بن الہادی حنفی ہے۔

فِیْهِ جَوَازُ النِّدَآءِ بِاِسْمِهٖ فِیْ مَقَامِ التَّشَفُّعِ بِهٖ لِاَنَّ الْمَقَامَ یُؤَدِّیْ بِهٖ مِنَ التَّعْظِیْمِ مَا یُؤَدِّیْ ذِکْرُهٗ بِالْقَلْبِ وَفِیْهِ اِحْضَارُهٗ فِیْ اَثْنَاءِ الدُّعَآ وَالْخِطَابِ مَعَهٗ فِیْهِ جَآئِزٌ کَاِحْضَارِهٖ فِیْ اَثْنَآءِ الصَّلٰوةِ وَالْخِطَابِ فِیْهِ.
(ابن ماجہ' جلد اول' ص ۹۱ ۴)

حدیث مذکور میں حضور اکرم ﷺ کے نام سے ندا جائز ہے جب کہ حضور سے سفارش کا مقام ہو کیونکہ اس طرح مقام حضور کو تعظیم کے اس مرتبہ پر پہنچا دے گا جس پر قلب سے ذکر کرنے پر پہنچادے گا۔ اس طرح دعا اور حضور سے خطاب کے درمیان حضور کو حاضر کرنے کا جواز معلوم ہوا۔ جس طرح نماز کے درمیان سے خطاب میں حاضر کرنا جائز ہے۔

اس حدیث عظیم وجلیل صحیح ورجیح کا سیاق وسباق اور اس کے متعدد الفاظ مثلاً انطلق جاء" اور "ثم رجع" پکار پکار کر اعلان کرر ہے ہیں کہ یہ دعا دور سے پڑھ کر اپنی حاجت روائی کی درخواست کی گئی۔ نماز پڑھ کر حضور کے پاس آ کر "یا محمد انی اتوجہ بک" نہیں کہا گیا اور عہد صحابہ سے اب تک علماء اس حدیث کا یہی مطلب سمجھتے رہے جیسا کہ صحابی رسول حضرت عثمان بن حنیف سے اس کے بعد تشریح نقل کی جارہی ہے کہ نہ صرف عالم غیب میں بلکہ حضور کے وصال کے بعد بھی انہوں نے ایک شخص کو "یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک" پڑھنے کی تلقین کی۔

## بعد وصال قبر انور کے پاس سے خطاب

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تَاتِىَ قَبْرَ النَّبِىِّ ﷺ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ يَجْعَلُ ظَهْرَكَ اِلَى الْقِبْلَةِ وَ اسْتَقْبَلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ ثُمَّ تَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

(مسند امام اعظم، ص ۱۰۳)

حضرت ابوحنیفہ نافع اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی قبرانور پر قبلہ کی رو سے آئے۔ پیٹھ قبلہ کی طرف کرلے اور رخ قبرانور کی طرف، پھر کہے سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اس کی برکت۔

ثُمَّ يَقُوْلُ فِىْ مَوْقِفِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ ثُمَّ يَسْأَلُ النَّبِىَّ شَفَاعَةً فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ (فتح القدیر، جلد اول، ص ۶۰۴)

مواجہ اقدس میں کھڑے ہو کر کہے السلام علیکم یارسول اللہ السلام علیک یا خیر خلق اللہ، سلام ہو آپ پر اے سب مخلوق سے اچھے اور منتخب، پھر رسول ﷺ سے شفاعت طلب کر کے کہے یارسول اللہ! میں آپ کی شفاعت کا خواستگار ہوں۔

ثُمَّ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَ نَصَحْتَ الْاُمَّةَ.

(قاضی خان، جلد اول، ص ۱۴۸)

پھر کہے سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اس کی رحمت و برکت، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے رسالت پہنچائی، امانت ادا کی اور امت کی خیر خواہی کی۔

وَيَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِی الصَّلٰوۃِ وَ تَمْثِیْلُ صُوْرَتِہٖ الْکَرِیْمِ الْبَھِیَۃِ کَاَنَّہٗ نَآئِمٌ فِیْ لَحْدِہٖ عَالِمٌ بِہٖ وَ یَسْمَعُ کَلَامَہٗ ثُمَّ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَ نَصَحْتَ الْاُمَّۃَ. (عالمگیری جلد اول، ص ۱۳۶)

اور اس طرح کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑا ہو جاتا ہے اور آپ کی صورت پاک کا تصور جمائے، گویا کہ حضور قبر میں لیٹے ہوئے اس کا کلام سن رہے ہیں، پھر کہے سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے رسالت کا حق ادا کیا اور امانت پہنچائی اور امت کی خیر خواہی کی۔

ثُمَّ تَنْھَضُ مُتَوَجِّھًا اِلٰی قَبْرِ الشَّرِیْفِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَۃِ مُحَاذِیًا لِرَاْسِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجْھَہُ الْاَکْرَمُ وَاِلَّا حَظًّا نَظْرَہُ السَّعِیْدَ اِلَیْکَ وَسَمَاعَہٗ کَلَامَکَ وَرَدَّہٗ عَلَیْکَ سَلَامَکَ وَ تَاْمِیْنَہٗ عَلٰی دُعَائِکَ وَ تَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ......الخ (مراقی الفلاح ص ۴۴۸)

پھر قبلہ کی طرف پشت اور قبر انور کی طرف رخ کر کے حضور کے سر مبارک کے مقابل کھڑا ہو کہ ان کی نگاہ تجھ پر پڑ رہی ہے۔ وہ تیرا کلام سن رہے ہیں اور تیری دعا پر آمین کہہ رہے ہیں اور زائر تو یوں کہے کہ سلام ہو آپ پر اے میرے سردار !یارسول اللہ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اس کے حبیب۔

وَاَنْ یَّاْتِیَ قَبْرَ الْکَرِیْمِ فَیُسَلِّمُ وَیَدْعُوْ وَ یَسْاَلُ لَـهٗ اَنْ یُّوْصِلَـهٗ اِلٰی اَھْلِہٖ سَالِمًا وَّ یَقُوْلُ غَیْرَ مُوْدِعٍ یَّارَسُوْلَ اللّٰہِ وَ یَجْتَھِدُ فِیْ خُرُوْجِ الدَّمْعِ فَاِنَّہٗ اِمَارَاتُ الْقُبُوْلِ. (شامی، جلد۲ص ۲۶۴)

حضور کی قبرانور پر آ کر سلام کرے دعا کرے اور اللہ سے یہ التجا کرے کہ اپنے گھر والوں میں صحیح وسالم واپس ہو اور کہے یارسول اللہ اور اس بات کی کوشش کرے کہ کچھ آنسو نکل پڑیں کہ یہ دعا قبولیت کی علامت ہے۔

''یقین داند کہ آنحضرت ﷺ از حضور وے وقیام اور زیارت حاضر و آگاہ است وبصورت معتدل بہ صفت حیاء وقار سلام گوید اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ آخر عبارت کہ درمسائل زیارت نوشتہ است۔'' (جذب القلوب، ص ۱۶۸)

''اور اب بات کا یقین رکھے کہ آنحضرت ﷺ زائر کی زیارت اور زیارت کے لیے اس کے کھڑے ہونے سے آگاہ ہیں اور نرم آواز میں حیاء اور وقار کے ساتھ سلام کہے۔ اَلسَّلَامُ عُلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ اسلام کے آخری صیغہ تک جو زیارت کی کتابوں میں تحریر ہے۔''

وَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اور السلام علیک یارسول اللہ کہے۔

(احیاء العلوم للغزالی، جلد اول، ص ۱۶۸)

آثار صحابہ، نصوص فقہیہ اور اعیان اسلام کی یہ عبارتیں نمونتاً ذکر کی گئی ہیں جن کی باتفاق یہی حکم ہے کہ حضور ﷺ کی قبرانور پر غایت خشوع وحضور اطمینان وسکینہ کے ساتھ

''یا رسول اللہ' یا نبی اللہ'' یا خیر خلق اللہ

کہہ کر ندا کرے، سلام عرض کرے۔ پھر کوئی کہتا ہے یہ سمجھو گویا سرکار لیٹے ہوئے تمہارا سلام سن رہے ہیں، کوئی کہہ رہا ہے بس تو انہیں کی طرف متوجہ رہ اور ان کی نگاہ کو اپنی

طرف متوجہ دیکھ۔

کوئی کہتا ہے تو یہ دیکھ کہ تیرا اسلام سن رہے ہیں۔ جواب دے رہے ہیں، تیری دعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے تو یقین کرو کہ وہ تیری زیارت، تیرے حضور، تیرے قیام سے آگاہ ہیں۔ عبارتیں مختلف ہیں منشاء سب کا ایک ہے کہ حضور سید الرسل، رسول رب العالمین کے قبر انور پر حاضر ہو کر "یا نبی سلام علیک" کہنے والے سے باخبر ہیں اور حاضری بارگاہ عزت پناہ کا یہ طریقہ ندا ردو خطاب ہی طریق مسلو کہ فی الدین ہے۔

## بعد وصال دور سے خطاب

اس حدیث کو طبرانی اور ابو نعیم ابن مندہ اور ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد موت میں ذکر کیا ہے اور شرح شفائے ملا علی قاری جلد اول ص ۶۴۹ اور شرح شفائے ملا علی قاری جلد اول ۶۴۹ کے الفاظ یہ ہیں۔

وَذَكَرَ عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ خَرَّ مَيِّتًا فِيْ اَزِقَةِ الْمَدِيْنَةِ فَرُفِعَ وَ سَجِيَنِى اِذْ سَمِعُوْهُ بَيْنَ الْعِشَائَيْنِ وَالنِّسَآءَ يَصْرَخْنَ حَوْلَهٗ يَقُوْلُ اَنْصِتُوْا اَنْصِتُوْا فَحَسَرَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ ذَالِكَ فِيْ كِتَابٍ اَوَّلَ ثُمَّ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ثُمَّ عَادَمَيِّتًا.

(شفاء، جلد اول، ص ۲۷۱)

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت کرتے ہیں کہ زید بن خارجہ یک بیک مدینہ شریف کی کسی گلی میں گرے اور روح پرواز کر گئی، اٹھا کر گھر لائے گئے اور کپڑے سے ڈھک دیئے گئے مغرب او عشاء کے درمیان اس حالت میں کہ عورتیں ان کے اردگرد رو رہی تھیں سنا گیا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ چپ رہو، پھر چادر الٹ دی اور بولے محمد ﷺ اللہ کے رسول نبی، امی خاتم النبیین ہیں۔ یہ پہلی کتاب میں مذکور ہے، پھر بولے سچ کہا، سچ کہا، پھر ابو بکر، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر کیا پھر کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر وہ مردہ ہو گئے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح شفاء میں اس روایت کے بارے میں فرمایا:

اِعْلَمْ اَنَّ صَاحِبَ الْاِسْتِيْعَابِ ذَكَرَ فِيْ زَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ اَنَّهٗ هُوَ الَّذِىْ تَكَلَّمَ بَعْدَ الْمَوْتِ لَا يَخْتَلِفُوْنَ فِيْ ذَالِكَ قَالَ الذَّهَبِيُّ هُوَ الصَّحِيْحُ.

(شرح شفائے اول، ص ۶۵۰)

صاحب استیعاب نے زید بن خارجہ کے بارے میں فرمایا کہ موت کے بعد کلام کرنے والے یہی ہیں اس میں اختلاف نہیں اور امام ذہبی نے فرمایا یہ صحیح ہے۔

اَنَّ رَجُلاً کَانَ یَخْتَلِفُ اِلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِیْ حَاجَۃٍ لَّہٗ وَکَانَ عُثْمَانُ لَا یَلْتَفِتُ اِلَیْہِ وَلَا یَنْظُرُ فِیْ حَاجَتِہٖ فَلَقِیَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَیْفٍ فَشَکٰی ذَالِکَ اِلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ عُثْمَانُ بْنُ حُنَیْفٍ اِیْتِ الْمِیْضَاۃَ فَتَوَضَّا ثُمَّ اِیْتِ السَّجْدَۃَ فَصَلِّ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَیَقْضِیْ حَاجَتِیْ وَتُذَکِّرُ حَاجَتَکَ . معجم الطبرانی . بحوالہ انوار الانتباہ ' ص ۳۳)

ایک شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی ضرورت سے بار بار حاضر ہوتا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر یہ ماجرا بیان کیا تو آپ نے اس سے کہا کہ وضو کے بعد یہ دعا مانگو اے اللہ تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جناب میں اپنے نبی محمد نبی رحمت ﷺ کے واسطے سے رجوع کرتا ہوں۔ یا محمد میں آپ کے ذریعہ اپنے رب کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں پس میری یہ حاجت پوری کی جائے اور اپنی ضرورت کا ذکر کر دینا۔

اس کے بعد حدیث کی پوری تفصیل ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس عمل کے بعد اس شخص کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آئے' اس کی ضرورت پوری کی' اس آدمی نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے دوبارہ ملاقات کی اور شکریہ ادا کیا کہ آپ نے میری سفارش حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دی جس کے نتیجہ میں وہ پوری توجہ سے ملے اور حاجت براری فرمائی۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا: میں نے سفارش تو نہیں کی مگر میں نے دیکھا کہ حضور ایک نابینا کو یہ دعا بتا رہے تھے تو میں نے تم کو یہ دعا بتا دی اور مولا تعالیٰ

نے اس کی برکت سے تمہارا یہ کام پورا کر دیا۔ امام طبرانی اور امام منذری فرماتے ہیں والحدیث صحیح ۔اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے بعد وصال دور سے حضور ﷺ کو پکارنے کا جواز اسی حدیث سے فراہم کیا جبھی تو ایک ضرورت مند کو اسی حدیث کے حوالے سے یہ دعا تلقین فرمائی۔

حضرت ابو عبیداللہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو قنسرین کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ راستہ میں دشمنوں کے پانچ ہزار لشکر سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ابھی مسلمان اس پر غلبہ بھی نہ پا سکے تھے کہ تازہ دم پانچ ہزار دشمنوں کا دستہ کمک بن کر پہنچ گیا اور مسلمان بڑی مصیبت میں پھنس گئے اس وقت نہایت بے قراری میں حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکارا۔

يَا مُحَمَّدَاهُ يَا مُحَمَّدَاهُ يَانَصْرَ اللّٰهِ اَنْزِلْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اَثْبُتُوا اِنَّمَا هِيَ السَّاعَةُ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ.
(فتوح الشام ‘ص ۲۹۸)

یا رسول اللہ! یا رسول اللہ! اے اللہ! کی مدد اتر آ‘ اے مسلمانوں! کے گروہ ثابت قدم رہو۔ یہ سختی کوئی دم بھر کی ہے...... پھر تمہیں غالب ہو گئے۔

خیال فرمایئے کہاں شام اور کہاں مدینہ منورہ کی قبر انور مگر ایک صحابی رسول ہے کہ موت کے قدموں کی دھمک محسوس کر کے‘ مصیبتوں کی آندھیوں کے بیچ اپنے آقا اپنے حبیب‘ اپنے فریاد رس اور اپنے رحمۃ اللعالمین کو پکار رہا ہے۔ سچ کہا ہے امام ابوصیری نے۔

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ سِوٰکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ قَالَ اَهْلُ بَيْتٍ مِّنْ مُّزَيْنَةَ لِصَاحِبِهِمْ وَهُوَ بِلَالُ بْنُ حَارِثِ الْمُزَنِّيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ هَلَكْنَا فَذْبَحْ لَنَا شَاةً قَالَ لَيْسَ فِيْهِنَّ شَيْئٌ فَلَمْ يَزَالُوْا بِهٖ حَتّٰى ذَبَحَ فَسَلَخَ مِنْ عَظْمٍ اَحْمَرَ فَنَادٰى يَا مُحَمَّدَاهُ فَاُدِیَ فِي الْمَنَامِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَاهُ فَقَالَ اَبْشِرْ بِالْحَيَاتِ. (کامل لابن اثیر، جلد ۲ ص ۲۶۴)

اے ساری مخلوق سے افضل! میں کس کی پناہ لوں سوائے آپ کے مصائب کی گھنگھور گھٹاؤں میں کون ہے قبیلہ مزینہ کے گھرانے والوں نے اپنے سربراہ سے کہا۔ قحط کی شدت سے ہم لوگ تباہ ہوگئے۔ آپ ہمارے لیے ایک بکری ذبح کیجئے۔ سربراہ جو بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے' کہنے لگے بکریوں میں کچھ نہیں رہ گیا ہے۔ ان لوگوں نے ضد کی تو آپ نے ایک بکری ذبح کی' کھال اتاری تو سرخ رنگ کی ہڈی نظر آئی یہ منظر دیکھ کر آپ چیخ اٹھے یا محمداہ! خواب میں حضور ﷺ تشریف لائے' فرمایا: خوشخبری ہو فراخ سالی آ رہی ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے ''الادب المفرد'' میں روایت کیا ہے۔ امام ابن سنی اور امام بشکوان نے بھی روایت کیا۔

| | |
|---|---|
| رُوِیَ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ عُمَرَ خَدِرَتْ رِجْلاً فَقِیْلَ لَہٗ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدَاہُ فَانْتَشَرَتْ. (شفاء' جلد۲' ص۲۰) | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سوگیا' کسی نے آپ سے کہا' آپ کو جو سب سے پیارا ہو اس کو یاد کرو۔ آپ نے چیخ کر صدا لگائی۔ یا محمداہ! تو پاؤں کھل گیا۔ |

سبحان اللہ! مشورہ تو یاد کرنے کا دیا گیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما چیخ پڑے۔ نعرہ یا محمد لگایا کیوں نہ ہو۔

یا محمد پکارا جو منجدھار میں خود ہی موجوں نے ساحل پہ پہنچا دیا
جو سمجھتا نہیں ان کو مختار کل وہ اگر ڈوب جائے تو میں کیا کروں

مذکورہ بالا عنوان بعد وصال دور سے خطاب کے تحت ذکر کیے گئے آثار میں پہلا اور دوسرا واقعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک کا ہے اور تیسرا اور چوتھا بلکہ پانچواں بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ اقدس کا ہے۔ پھر پہلا واقعہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا ہے۔ دوسرا بھی ظاہر یہی ہے کہ قبر انور سے دور اور مواجہہ اقدس سے الگ تھلگ ہی کا ہے اور تیسرا واقعہ تو حجاز مقدس سے منزلوں دور حدود شام کا ہے۔ چوتھا واقعہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ کا ہے۔ الغرض! یہ سب واقعات بعد وصال اور مزار پر انور سے دور بلکہ دور دراز سے خطاب وندا کے ہیں۔ جو نمونۃً ذکر کیے گئے' تحقیق وتلاش کے بعد اور بہت سی شہادتیں فراہم ہوسکتی ہیں۔

پس کیا اب بھی کسی کو ندائے یارسول اللہ! میں شبہ ہوسکتا ہے؟ کیا اس کے بعد بھی کوئی اس کو شرک کہنے کی جرات کرسکتا ہے؟ ہاں یہ اور بات ہے کہ کوئی عبداللہ بن عمر' بلال بن حارث' کعب بن ضمرہ وغیرہ صحابہ کرام کو مشرک کہنے کا حوصلہ رکھے۔

# نداءِ یارسول اللہ ﷺ کا تاریخی پس منظر

یہاں تک ہم نے جو عرض کیا ہے اس کے پہلے ٹکڑے میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسئلہ ندائے یارسول اللہ عقل وشعور کے خلاف نہیں۔ مشاہدات وتجربات کی روشنی میں سارے انسانوں کا عمل یہ فیصلہ دیتا ہے کہ خطاب ونداء کا دارومدار حاضر وغائب پر نہیں، مطلع ہونے اور آگاہی پاجانے پر ہے اور چونکہ احادیث وآثار کی شہادتیں یہ بتاتی ہیں کہ حضور ﷺ احوال امت پر مطلع ہیں، اس لیے انہیں پورے خطہ ارضی میں کہیں سے بھی پکارنے میں عقلاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

دوسرے ٹکڑے میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ مجوزین کے پاس صرف عقلی دلائل اور قیاسی مفروضے ہی نہیں ہیں، بلکہ جس بناء پر وہ صدائے یارسول اللہ بلند کرتے ہیں بلکہ خاص نقلی شواہد کی روشنی میں بھی یہ مسئلہ قرآن وحدیث آثار وعمل صحابہ کی گرانقدر شہادتوں سے پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ ایک آدمی عقل سے بالکل آنکھیں بند بھی کرلے تو نقلی دلائل کی روشنی میں خاص لفظ یارسول اللہ کے ساتھ ندا کا ثبوت اپنی تمام تفصیلات حاضر وغائب اور دور ونزدیک کے ثابت اور واضح۔ پس یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ یہ کہا جائے کہ غیر خدا کے لیے لفظ "یا" کا استعمال ہی شرک ہے۔

اب مذکورہ بالا عنوان کے تحت ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دلائل عقل ونقل سے قطع نظر اس مسئلہ کی ایک تاریخی اہمیت بھی ہے۔ چودہ سو سال کی اس طویل مدت میں امت مسلمہ کے معاشرے میں ندائے یارسول اللہ کی جڑیں اتنی دور تک پھیلی ہوئی ہیں کہ اسلام و مسلمانوں کو اس سے الگ کرنے کی ہر کوشش سے پہلے اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ میں تبدیلی کرنی ہوگی اور رہنمایان اسلام کی فہرست کو از سرنو ترتیب دینا ہوگا کیونکہ علماء وصلحاء آئمہ و

مجتہدین، صحابہ وتابعین، مفتی وقاضی، خواص وعوام، شعراء وخطباء، الغرض! طبقات اسلامی میں سے کون ساطبقہ ہے جواس ندائے دلنواز سے خالی ہے۔

پھر یہی نہیں کہ صرف شاعرانہ ذوق اور عشق ومحبت کے غلبہ شوق میں لوگوں نے یہ نعرے لگائے ہوں اور درود فراق میں ڈوب کر یہ عاشقانہ خطاب کیا ہو، صاف صاف استغاثہ وامداد بھی ہے اور دائے فریاد بھی۔ حد تو یہ ہے کہ اوراد و وظائف میں بھی یہ خطاب وندا موجود ہے۔ تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

صَحَّ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَتٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا اَبَابَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہُ (خلاصۃ الوفا، ص ۴۷، شفاء جلد ۲، ص ۷۶)

یہ بات درجہ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سفر سے آتے تو حضور اقدس ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہو کر کہتے، سلام ہو آپ پر یا رسول اللہ سلام ہو آپ پر یا ابا بکر سلام ہو آپ پر اے میرے باپ۔

## وصال کے بعد ایک اعرابی نے مزار انور پر کھڑے ہو کر عرض کیا

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی الْقَاعِ اَعْظُمُہٗ
فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ فِیْہِ
الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ
(خلاصۃ الوفا، ص ۸۵، شفاء المقام، ص ۶۴)

اے ان سب کے افضل جنہیں زمین میں دفن کیا گیا اور جن کی خوشبو سے برابر زمین اور ٹیلے سب خوشبودار ہو گئے میری جان اس قبر پر جس میں آپ ساکن ہیں، اس میں پاک دامنی ہے، اس میں بخشش ہے، اسی میں کرم ہے۔

## آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ آپ کے درود فراق میں کہتی ہیں

اَلاَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کُنْتَ رَجَاءَ نَا وَ کُنْتَ بِنَایَرَ وَلَمْ تَکُ جَافِیًا فَلَوْ اَنَّ رَبَّ النَّاسَ اَبْقِیُ مُحَمَّدًا سَرُوْنَا وَلٰکِنْ اَمَرَهُ کَانَ مَاضِیًا (بحوالہ انوار ساطعہ' ص ۲۴۱)

یارسول اللہ! آپ ہی ہماری امیدوں کی آماجگاہ تھے اور آپ ہم پر احسان تھے اور ہمارے ساتھ سختی کرنے والے نہ تھے۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ حضور ﷺ کو باقی رکھتا ہم خوش ہوتے مگر حکم الٰہی تو ہو چکا تھا۔

## دربار رسالت کے سرکاری شاعر حضرت حسان بن ثابت آپ کے فراق میں کہتے ہیں۔

مَا بَالُ عَیْنِکَ لاَ تَنَامُ کَاَنَّمَا کَحَلَتْ مَا فِیْهَا بِکُحْلِ الْاَرْمَدِ جَزْعًا عَلَی الْمَهْدِیْ اَصْبَحَ ثَاوِیًا یَا خَیْرَ مَنْ وَ طِئَی الْحَصٰی لاَ تَعْبُدُ یَوْمًا یَّقِیْکَ التُّرْبَ لِحَفِیِّ لَیْتَنِیْ غِبْتَ قَبْلَکَ فِیْ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ.

(سیرت ابن ہشام' جلد ۴' ص ۶۶۹)

تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے۔ جو سو ہی نہیں پا رہی ہیں۔ اس کے گوشوں میں بے خوابی کا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔ یہ گھبرائی ہوئی ہے اس ہادی پر جسے قبر میں دفن کر دیا گیا ہے۔ اے ان سب میں بہترین جو نامانوس راستوں پر چلے جس دن مٹی نے آپ کو اپنے دامن میں محفوظ کیا۔ اے کاش! آپ سے پہلے ہی میں مٹی میں دفن کر دیا گیا ہوتا۔

## عہد تابعین میں ندائے یارسول

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ اِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ اَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. (شفا' جلد ۲ ص ۹۸)

حضرت عبداللہ ابن مسعود کے شاگرد رشید حضرت علقمہ کہتے ہیں۔ میں جب مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ اِذَا دَخَلُوْا الْمَسْجِدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. (شفا' جلد ۲' ص ۷۸)

جلیل القدر تابعی حضرت محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ لوگ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کہتے اللہ اور اس کے فرشتے محمد ﷺ پر درود بھیجیں اور اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔

یہ واقعہ تاریخ کی متعدد کتابوں میں ہے۔ یہاں ہم کامل ابن اثیر کے حوالے سے تحریر کررہے ہیں۔

فَاخْتَازَوْبِهِم عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابُہٗ مَرْعٰی فَصَاحَ النِّسَآءُ وَلَطَمْنَ خُدُوْدَ ھُنَّ وَصَاحَتْ زَیْنَبُ اُخْتُہٗ مُحَمَّدَاہُ صَلّٰی عَلَیْکَ مَلٰئِکَۃُ السَّمَاءِ ھٰذَا الْحُسَیْنُ بِالْعَرَآءِ مُزَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ مقطعُ الْاَعْضَاءِ وَبَنَاتُکَ سَبَایَا وَذُرِّیَّتُکَ مَقْتَلَتُہٗ تُسْفٰی عَلَیْھَا الصَّبَاءُ .

(کامل ابن اثیر' جلد ۴' ص ۴۲)

جب کربلا کے قیدیوں کو لے کر چلے تو حضرت امام عالی مقام اور ان کے شہید ساتھیوں کے لیے بے گور وکفن لاشوں پر ان کا گزر ہوا تو عورتوں کی چیخ نکل گئی اور اضطراب میں منہ پیٹ لیا۔ اس وقت حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے نانا کو صدا دی۔ یا محمداہ! آپ پر آسمان کے فرشتے درود پڑھیں' یہ حسین ویرانے میں پڑے ہیں' خون میں لتھڑے ہیں۔ اعضاء پارہ پارہ اور آپ کی لڑکیاں قید ہیں' آپ کی ذریت مقتول پڑی ہیں جس پر ہوا خاک دھول اڑا رہی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں۔

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا اَرْجُوْ رِضَاکَ وَاحْتَمِیْ بِحِمَاکَ وَاللّٰہِ یَا خَیْرَ الْحَقِّ اِنَّ لِیْ قَلْبًا مَّشُوْقًا لَا یَرُوْمُ سِوَاکَ (بحوالہ فیصلہ حق وباطل ص ۷۴)

اے سید السادات میں آپ کا قصد و ارادہ کر کے آیا ہوں میں آپ کی رضا تلاش کرتا ہوں اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کی قسم! اے سب میں اچھے! میرا ہر شوق دل آپ کے سوا کسی اور کا قصد ہی نہیں کرتا۔

# عہد تبع تابعین میں ندائے یارسول اللہ

امام جوزی نے کتاب العیون اور امام سیوطی نے شرح الصدور میں نقل فرمایا ہے۔

اِنَّ ثَلٰثَةَ اِخْوَةٍ مِّنَ الشَّامِ كَانُوْا يَغْزُوْنَ وَكَانُوْا فُرْسَانًا شُجْعَانًا فَاَسَرَهُمُ الرُّوْمُ مَرَّةً فَقَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ اِنِّیْ اَجْعَلُ فِيْكُمُ الْمُلْكَ وَاُزَوِّجُكُمْ بَنَاتِیْ وَ تَدْخُلُوْنَ فِیْ دِيْنِ النَّصْرَانِيَّةِ فَاَبَوْا وَقَالُوْا يَامُحَمَّدُ فَاَمَرَ الْمَلِكُ بِثَلَاثَةِ قُدُوْرٍ نُصِبَ فِيْهَا الزَّيْتُ ثُمَّ اُوْقِدَ تَحْتَهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ يُعْرَضُوْنَ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ عَلٰی تِلْكَ الْقُدُوْرِ يُدْعَوْنَ اِلٰی دِيْنِ النَّصْرَانِيَّةِ فَيَاْبَوْنَ فَاُلْقِیَ الْاَكْبَرُ فِی الْقِدْرِ ثُمَّ الثَّانِیْ. (شرح الصدور، ص ۸۹)

شام کے تین بھائی غزوہ کرتے تھے اور بہادر شہسوار تھے۔ رومیوں نے انہیں قید کرلیا۔ بادشاہ نے انہیں لالچ دلائی میں تمہیں جاگیر بھی دوں گا اور اپنی لڑکیوں سے شادی بھی کروں گا شرط یہ ہے کہ عیسائیت قبول کرلو۔ ان لوگوں نے صاف انکار کر دیا اور یا محمداہ کا نعرہ مارا تو بادشاہ نے مایوس ہو کر تین برتنوں میں تیل گرم کرنے کا حکم دیا اور ہر دن ان بھائیوں کو یہ منظر دکھایا جاتا' تیسرے روز بڑے بھائی پھر منجھلے بھائی کو تیل کے کھولتے ہوئے برتن میں ڈال دیا گیا۔

واقعہ کا بقیہ حصہ اس طرح ہے کہ تیسرے کی سفارش ایک درباری نے کی کہ میں اس کو راہ راست پر لاؤں گا۔ اس نے یہ کام اپنی ایک حسین وجمیل نا کتخدا لڑکی کے سپرد کیا مگر وہ نوجوان کی عبادت وریاضت اور اس لڑکی کی طرف عدم توجہ سے متاثر ہوئی اور مسلمان ہو کر اس کے ساتھ فرار کا منصوبہ بنایا اور دونوں اس میں کامیاب ہو گئے۔ دو دن چھ مہینہ کے بعد ایک روز عالم بیداری میں وہ دونوں شہید بھائی فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئے اور اس لڑکی کا نکاح اس چھوٹے بھائی سے کر دیا۔

مجدد مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے۔ کما ذکرہ فی الروایۃ نفسھا "اور طرطوس ایک سرحدی شہر ہے جسے خلیفہ ہارون الرشید نے آباد کیا۔" کما ذکرہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء" ہارون الرشید کا زمانہ تابعین وتبع تابعین کا ہے۔ تو یہ تینوں شہدائے کرام لا اقل تبع تابعین سے تھے۔ واللہ الہادی۔ (انوار الانتباہ، ص ۳۷)

اس تاریخی واقعہ سے کئی امر ثابت ہوئے۔

(۱) تبع تابعین میں سے تین شہیدوں نے مصیبت کے وقت یا محمداہ کا نعرہ مارا۔

(۲) کم از کم امام جوزی اور امام جلال الدین سیوطی نے اس واقعہ کو ثابت اور برقرار رکھ کر مصیبت کے وقت یا رسول اللہ کے نعرے کے جواز کی تائید کی۔

مولانا روم کے استاذ و پیر مولانا شمس فرماتے ہیں۔

## عہد مابعد میں ندائے یا رسول اللہ

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی

برگزیرہ ذوالجلال پاک و بے ہمتا توئی

(یا رسول اللہ آپ ہی اپنے خالق کے خاص حبیب ہیں، آپ خدائے پاک اور بے مثل کے برگزیدہ ہیں)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"خرابم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ جمال خود نمار حمے بجان زادو شیدا کن بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما بہ لطف خود سرو ساماں جمع بے سروپا کن" (اخبار الاخیار، ص ۳۲۳)

"یا رسول اللہ! آپ کے جمال کی جدائی کے غم میں، میں برباد ہوگیا۔ اپنا جمال

دکھائیے اور اس جان زار پر رحم کیجئے یا رسول اللہ! جس صورت سے بھی ہو کرم فرمائیے اپنی مہربانی سے اس گروہ بے سامان کے اسباب فراہم فرمائیے۔"

عارف باللہ عالم حق آگاہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی فرماتے ہیں۔

ز مہجوری برآمد جان عالم و
ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمتہ للعالمینی
ز محرو ماں چرا فارغ نشینی
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے
کنی بر حال لب خشکاں نگاہے

"جدائی سے دنیا کی جان نکل گئی، اے اللہ کے نبی! رحم فرمائیے، اے اللہ کے نبی! رحم فرمائیے، آپ تو رحمتہ للعالمین ہیں۔ محروموں سے آپ کیوں فارغ ہو کر بیٹھ گئے۔ آپ رحمت الٰہی کا دل ہیں، یہی بہتر ہے کہ کبھی کبھی خشک لب والوں کے حال پر ایک نگاہ کر ڈالیے۔"

ایونان فارسی کے رکن اعظم، دریائے معرفت کے شناور اور علم ظاہری کے بحر ذخار حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

چہ کم گردد اے صدا فرخندہ پے
ز قدر رفیعت بدرگاہ حے
کہ باشد مشتے گدایان خیل
بہ مہمان دارالسلام از طفیل
چہ وصف کند سعدی ناتمام
علیک الصلوٰۃ امی نبی والسلام

"خداوند قدوس کی بارگاہ رفیع میں آپ کی جو قدر و منزلت ہے، اس میں سے اے میرے سردار کیا ہوگی (کچھ نہ ہوگی) اگر تھوڑے سے آپ کی جماعت کے بھاری آپ کے طفیل میں آپ کے مہمان خانہ جنت میں داخل ہو جائیں، آپ کی تعریف سعدی جو ناقص ہے، کیا کر سکتا ہے، پس آپ پر بے شمار درود ہوں اے نبی اور سلام ہو۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں۔

يُنَادِيْ ضَارِعٌ فَخُضُوْعُ قَلْبٍ

وَذُلٌّ وَالتِبْهَالَ وَالتِّجَاءُ

رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا خَيْرَ الْبَرَايَا

نَوَالُكَ اَبْتَغِيْ يَوْمَ الْقَضَاءِ

"ایک مصیبت زدہ فریادی آپ کو دلی فرومائیگی کے ساتھ پکار رہا ہے اور گڑگڑا کر التجا کر رہا ہے، اے اللہ کے رسول! آپ کا انعام اور نوازش قیامت کے دن چاہتا ہوں۔"

بہر کیف! مندرجہ بالا حوالہ جات اور حقائق و معلومات کے اجالے میں بخوبی واضح ہو گیا کہ مسئلہ یا رسول اللہ کو ایک تاریخی حیثیت حاصل ہے اور عہد صحابہ سے لے کر اس وقت ہر زمانے اور ہر قرآن میں ندائے یا رسول اللہ کی گونج سنائی دیتی ہے۔ یہاں ہم نے ہر عہد کے صرف چند حوالے ہی بطور نمونہ پیش کیے ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے واقعات اور حوالہ جات پیش کیے جا سکتے ہیں مگر اختصار کے پیش نظر قلم زد کیے جا رہے ہیں۔

اب یہ اور بات ہے کہ آج کا نام نہاد مسلمان اور خود ساختہ توحید کا متوالا اسلام کی اس چودہ سو سالہ تاریخ کو ملیامیٹ کرنے کے لیے کمربستہ ہو اور عامۃ المسلمین کو جادۂ حق سے ہٹانے کے لیے نئے فتنے جگائے اور علماء و صلحاء ائمہ و مجتہدین، صحابہ و تابعین، مفتی و قاضی، خواص و عام، خطباء اور مختلف طبقات اسلامی کو مشرک و کافر کہنے کی جرات کرے۔

# خصائصِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملّا خاطر دامت برکاتہم العالیہ

ترجمہ

مولانا یٰسین اختر مصباحی


صفّہ پبلی کیشنز

اسماعیل سنٹر 109- چیٹرجی روڈ - اردو بازار - لاہور فون: 7324210

# مسئلہ ضبطِ ولادت

تصنیف

حضرت مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی

صُفّہ پبلی کیشنز

اسماعیل سنٹر 109- چیٹرجی روڈ - اُردو بازار - لاہور فون :7324210

زیارتِ روضۂ مطہرہ اور تعظیمِ آثارِ مقدسہ پر تحقیقی بحث

# نورالایمان

بزیارۃ آثارِ حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم


تصنیف:
مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ:
مولانا افتخار احمد قادری مصباحی



## صفہ پبلی کیشنز

اسماعیل سنٹر 109 - چیٹر جی روڈ - اُردو بازار - لاہور فون: 7324210